ان کے اشعار پر تضمین کی ہے لیکن عرفی بیدل اور غالب سے انھیں خاص عقیدت معلوم ہوتی ہے۔ چنانچہ عرفی اور غالب پر اردو میں بھی ان کی نظمیں موجود ہیں عرفی اور غالب کے علاوہ فارسی کے بزرگ صوفی شعراء، دانشوروں اور مفکروں میں سب سے زیادہ مولانا جلال الدین رومی سے عقیدت و محبت رکھتے تھے اور انھیں اپنا پیر و مرشد بھی مانتے تھے انھوں نے اپنے کلام میں مولانا روم کا ذکر بہت احترام کے ساتھ جگہ جگہ پر کیا ہے ؎

پیر رومی خاک را اکسیر کرد — از غبارم جلوہ ہا تعمیر کرد
رومی خود بنمود پیر حق سرشت — کو بحرف پہلوی قرآں نوشت
پیر رومی مرشد روشن ضمیر — کاروان عشق و مستی را امیر

اقبال نے فارسی کے شعراء کے بکھرے ہوئے زندہ عناصر کو اپنی شاعری ... میں جہاں بھی جذب کیا وہاں پر مولانا روم کے خیالات کو بھی ضرور اپنے انداز میں پیش کیا ہے اقبال کے کلام میں سب سے زیادہ مولانا روم کے خیالات سے ہم آہنگی اور حافظ کے پیرایۂ بیان سے استفادہ کی جھلک نظر آتی ہے مولانا روم نے اپنے کلام میں ایک مرد مومن کی نقاب کشائی کی تھی وہ ان الفاظ میں ہے ؎

دی شیخ با چراغ ہمی گشت گرد شہر
کز دام و دد ملولم و انسانم آرزوست

زین ہمرہان سست عناصر دلم گرفت
شیر خدا و رستم دستانم آرزوست

اقبال مولانا روم کے خیالات سے متاثر ہو کر نہایت سادگی سے کہتے ہیں ؎

نشان مرد مومن با تو گویم
چو مرگ آید تبسم بر لب اوست

اس کے علاوہ علامہ اقبال نے جگہ جگہ اسرار خودی کی تمہید میں بھی مولانا روم کا ذکر بہت مؤدبانہ انداز سے کیا ہے وہ اکثر خواب میں مولانا روم کو دیکھا کرتے تھے

اس مختصر سے مضمون میں علامہ اقبال کی شاعرانہ اہمیت کے جتنے نکات پیش کیے گئے ہیں اسکو مدنظر رکھتے ہوئے غالباً یہ کہنا کوئی مبالغہ نہ ہوگا کہ اقبال فارسی کے مذکورہ بالا شعرا کی صف میں اپنے کلام اور فلسفہ کی بنا پر جگہ پانے کے مستحق ہیں ان کے فارسی کلام کی پذیرائی برصغیر کے علاوہ تمام اسلامی ممالک بلکہ امریکہ اور یورپ حتیٰ کہ روس میں بھی ہو چکی ہے۔

حضرتِ شیخ جناب مفتی عتیق الرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی تیسری برسی کی یاد اور ایصالِ ثواب

مظہرِ رازِ حقیقت تھا تو اے مفتی عتیق
دشمنِ کفر و بطالت تھا تو اے مفتی عتیق

گلشنِ ملت میں تیرا ہر نفس تھا بو گلی
اک گلِ تر کی لطافت تھا تو اے مفتی عتیق

قوم کی خدمت سے کرتا کس طرح پہلو تہی
خوگرِ رنج و مصیبت تھا تو اے مفتی عتیق

ہر عمل میں تیرے ہر دم تھی جھلک اخلاص کی
سر بسر انوارِ حکمت تھا تو اے مفتی عتیق

شدّتِ غم سے پریشاں جو تھے انکے واسطے
باعثِ آرام و راحت تھا تو اے مفتی عتیق

تیرا ہر اک فعل تھا ایثار میں ڈوبا ہوا
مظہرِ شانِ ریاضت تھا تو اے مفتی عتیق

عقل سے کرتا تھا پیچیدہ سوالوں کو توحل
مخزنِ فہم و فراست تھا تو اے مفتی عتیق

فخر کے قابل ہمارے واسطے تھی تیری ذات
پرچمِ ایوانِ عظمت تھا تو اے مفتی عتیق

اپنے سینے سے لگاتا تھا تو ہر انساں کو
منبع دریائے الفت تھا تو اے مفتی عتیق

مشعلِ حق بن کے روشن کر گیا کردار کو
مایۂ فیض و صداقت تھا تو اے مفتی عتیق

بعد از ختم شریف اور درود، فاتحہ خوانی نیز دعائے مغفرت اور تعزیت کے ایصالِ ثواب برائے روحِ پاک جناب حضرت شیخ علامہ مفتی عتیق الرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ سابق ناظم ادارہ و بازار جامع مسجد دہلی کا بر موقعہ انکی تیسری برسی ۱۲ رمئی ۱۹۸۷ء منجانب (مدرسہ دارالاصلاح شاہی مسجد بارگ والی سوہنہ ضلع گڑگانوں ہریانہ)

اور شاعر بھی ایک عام انسان سے ان خصوصیات میں افضل ہوتا ہے۔ اور یہ تخصیص یا ارتقاء کائنات موجودات کی ہر نوع میں موجود ہے۔ جمادات میں ایک عام سنگ ریزے سے ہیرا موتی اور لعل بہتر ہوتا ہے۔ نباتات میں مضر نباتات سے مفید تلخ سے شیریں یا گھاس سے پھول افضل ہوتا ہے۔ حیوانات میں بھی اللہ تعالیٰ ارتقاء و فضیلت کار فرما ہے۔ ایک گدھے سے ایک گھوڑا یقیناً بہتر ہوتا ہے۔ درندوں سے غیر درندے پرندوں سے پرندے افضل ہوتے ہیں۔ ایک ہی نوع کی چیزوں میں بھی یہ نوری اصول ارتقاء کار فرما ہے۔ پھر نبی اکرمؐ کی فضیلت کیا ہے؟ سید سلیمان ندوی نے اس نکتہ کو تشنہ چھوڑ دیا۔

حق یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے رسول اکرمؐ کی بشریت، مثلیت اور حقیقت کا خود ہی تعین کر دیا ہے۔ اب تک جن جن آیات کے حوالے سے گفتگو کی ہے ان سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس "مثل البشر" کو وحی کی صفت سے متصف فرمایا ہے۔ اور توحید کامل کے اعلان کے ساتھ مثل بشر کہا ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ نبی اکرمؐ وہ مثلِ بشر ہیں کہ جن پر خدا یہ وحی نازل کرتا ہے کہ وہ وحدہٗ لاشریک ہے۔ ظاہر ہے کہ مثل البشر بشر محض نہیں ہوتا بشر اور مثلِ بشر میں رشتۂ مشابہت ہے رشتۂ عینیت نہیں قرآن کریم نے تیسری آیت میں "مثل البشر" کے معمہ کو بھی خود ہی حل کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"قُلْ سُبْحَانَ رَبِّي هَلْ كُنْتُ إِلَّا بَشَرًا رَسُولًا ، وَمَا مَنَعَ النَّاسَ أَنْ يُؤْمِنُوا إِذْ جَاءَهُمُ الْهُدَىٰ إِلَّا أَنْ قَالُوا أَبَعَثَ اللَّهُ بَشَرًا رَسُولًا ، قُلْ لَوْ كَانَ فِي الْأَرْضِ مَلَائِكَةٌ يَمْشُونَ مُطْمَئِنِّينَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِنَ السَّمَاءِ مَلَكًا رَسُولًا

(سورہ اسرا ۱۱۔ پارہ ۱۵)

ترجمہ "کہہ دے اے پیغمبر سبحان اللہ میں تو ایک بشر ہوں اور رسول اور لوگوں کو جب ان کے پاس ہدایت آئی ایمان لانے سے باز نہیں رکھا۔ مگر اس خیال نے کہ خدا نے بشر کو رسول بنا کر بھیجا ہے کہہ دے کہ اگر زمین میں فرشتے ہوتے تو ہم آسمان سے فرشتے کو رسول بنا کر ان پر اتارتے۔" (ترجمہ سلیمان)

(ترجمہ) "تم فرماؤ پاکی ہے میرے رب کو، میں کون ہوں مگر آدمی اللہ کا بھیجا ہوا اور کس بات نے لوگوں کو ایمان لانے سے روکا۔ جب اُن کے پاس ہدایت آئی مگر اسی نے کہ بولے، کیا اللہ نے آدمی کو رسول بنا کر بھیجا؟ تم فرماؤ اگر زمین میں فرشتے ہوتے، چین سے چلتے تو ان پر ہم رسول بھی فرشتہ اتارتے۔

(ترجمہ رضویہ)

قطع نظر اس کے کہ مولانا سید سلیمان ندوی نے "مطمئنین" کا ترجمہ نہیں کیا۔ اس آیت شریفہ سے یہ نکتہ بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ مثل بشر اپنی اصل کے اعتبار سے "مثل بشر رسول" ہے اور "مثل بشر" رسول اس لئے بھیجا کہ "کہہ دو کہ اگر زمین میں فرشتے ہوتے تو بہ اطمینان ہم آسمان سے فرشتے کو رسول بنا کر اتارتے۔" واقعہ یہ ہے کہ ایک نوع کی رہنمائی اسی نوع کے ذریعہ ہو سکتی ہے۔ اگر زمین میں فرشتے ہوتے تو وہ نبی کو مثلِ "مَلَک" یا فرشتہ جیسا بنا کر اُتارتا۔ معاملہ انسانوں کی رہنمائی کا تھا۔ اس لئے بشر کی رہنمائی کے لئے "مثلِ بشر" رسول اُتارا۔ قرآنِ کریم کی اس وضاحت کے بعد رسولِ اکرم کی مثلیت اور بشریت واضح ہو جاتی ہے۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ رسولِ اکرم بشرِ محض نہیں مثلِ بشر ہیں۔ مثل کبھی عین نہیں ہو سکتا۔ اس لئے مثلِ بشر، بشرِ محض نہیں ہو سکتا۔

سید سلیمان ندوی نے لفظ مثل کی تفسیر سے گریز کیا ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ خود قرآن نے لفظ مثل کو کس معنی میں برتا ہے۔ قرآنِ کریم میں لفظ مثل پانچ مقامات پر آیا ہے۔ سورۂ مائدہ میں ہابیل اور قابیل کا واقعہ بیان کرتے ہوئے قابیل کو کوّے کی مثل قرار دیا ہے۔ سورۂ جمعہ میں توریت پر عمل نہ کرنے والوں کو اُس گدھے کی مثل کہا ہے جو اپنی پیٹھ پر کتابوں کا بوجھ لئے پھرتا ہے۔ سورۂ اعراف میں غدار اور منکر قوموں اور ملتوں کو کتوں کی مثل کہا ہے۔ سورۂ حشر میں منافق کو شیطان کی مثل کہا ہے۔ سورۂ انعام میں پرندوں کو انسانی اُمتوں کی مثل قرار دیا ہے۔ یہ آیات شاہد ہیں کہ قابیل عین کوا نہیں کوا عین قابیل نہیں۔ منکر عین گدھا نہیں گدھا عین منکر نہیں۔ غدار عین کتا نہیں اور کتا عین غدار نہیں۔ منافق عین شیطان نہیں شیطان عین منافق نہیں۔ پرندے

میں انسان نہیں اور انسان میں پرندے نہیں۔ ان میں بعض مشابہتیں ہیں یعنی قابیل اور
نوح میں، منکرِ توحید اور گدھے ہیں، منکرِ توحید اور گدھے میں "غدار قوم اور کتوں میں منافق
و شیطان میں پرندوں اور انسانوں میں بعض تعلق مشابہت ہے۔ جو مرد اپنی اصل کے اعتبار سے
انسان اور گدھا، انسان اور کتا، انسان اور شیطان، پرندہ اور انسان الگ الگ ہیں۔ اسی طرح
بشر ایک چیز ہے اور مثلِ بشر دوسری۔ دونوں میں رشتہ مشابہت ہے، رشتہ حقیقت نہیں
اس گفتگو کا حاصل یہ ہے کہ بشر کی رہنمائی کے لئے خدا نے ایک مثلِ بشر کو رسول بنا کر اس وحی کے ساتھ
دنیا میں "اتارا" کہ تمہارا معبود صرف ایک معبود ہے۔

سید سلیمان ندوی نے بشریت کی انتہا "نبوت" کو قرار دیا ہے جبکہ قرآن کریم نے بشریت کی
انتہا ما فوق البشریت یعنی حقیقتِ محمدیہ کو قرار دیا ہے۔ نبوت واسطۂ درمیانی ہے۔ یہ مرحلہ طے
ہو جانے کے بعد کہ رسول اکرم بشر محض نہیں بلکہ مثلِ بشر ہیں۔ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مثلِ
بشر کی حقیقت اور ماہیت کیا ہے؟ اور قرآن نے اس کی طرف کیا رہنمائی فرمائی ہے؟
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قَدْ جَآءَكُم مِّنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُّبِينٌ

(سورۂ مائدہ ۵ - ۱ پارہ ۶)

(ترجمہ) تمہارے پاس خدا کی طرف سے نور آیا اور کتاب مبین

(ترجمہ سلیمانی)

(ترجمہ) بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔

(ترجمہ رضویہ)

یہاں کتابِ مبین سے مراد قرآن کریم ہے اور نور سے مراد ذاتِ محمد صلعم ہے۔ اس
آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ نور حقیقتِ محمدی ہے۔ نور مرئی نہیں ہوتا۔ اس لئے خدا نے نور کو
مجسم فرمایا۔ اور دنیا میں مثلِ بشر بنا کر بشر کی رہنمائی کے لئے اتارا اور اس کو وحی کی صفت سے

مگر اس کو لفظاً اور معناً کتابِ مبین بنا دیا۔ سید سلیمان ندوی نے بھی یہی بحث میں موقف اختیار کیا ہے۔ انھوں نے سورۃ الاحزاب کا حوالہ دے کر نبی کو سراجاً منیرا قرار دیا ہے۔ سورۃ الاحزاب میں خدا نے رسول اکرمؐ کو روشن کرنے والا چراغ فرمایا ہے۔ اس آیت کے حوالے سے سلیمان ندوی نے لکھا ہے کہ

"جو شخص کا سینہ صدق و صفا کا آئینہ ہوتا ہے۔ نبی کا مجسم پیکر ظلمت کدۂ عالم کا چراغ اور علم و ہدایت کا مطلعِ نور ہوتا ہے جس طرح اس کا صحیفۂ الہامی اور وحی ربانی نور ہوتی ہے وہ خود بھی سراپا نور ہوتا ہے۔" ۲۔

انھوں نے نبی کو "ظلمت کدۂ عالم کا چراغ" اور "علم و ہدایت کا مطلعِ نور" کہا ہے اور آخر اس کا بھی اقرار کر لیا ہے کہ صحیفۂ ربانی اور وحی ربانی کی طرح نبی سراپا نور ہوتا ہے۔ مگر ان کا تصورِ نور بہت محدود ہے۔ ان کا خیال ہے کہ جب تک نبی منصبِ نبوت سے متصف ہوتا ہے وہ دوسروں کو روشنی دکھاتا ہے ہدایت دیتا ہے اس لئے نور ہوتا ہے۔ ان کے خیال میں نور صرف نورِ نبوت ہے اور کچھ نہیں

اس مسئلہ میں حضرت شیخ اکبر محی الدین ابنِ عربی نے رہنمائی کی ہے۔ یہ مذہبیات اور الٰہیات کا بے حد نازک مسئلہ ہے۔ اور اہل اللہ سے مخصوص ہے۔ تائیدِ غیبی اور سچی دینی بصیرت سے سمجھ میں آتا ہے۔ ابنِ عربیؒ کے نظریۂ تجددِ امثال کے مطابق ذاتِ باری تعالیٰ کے ذہن میں ایک خاکہ تھا جس میں تمام احوال اور آثار اور اشیاء تجریدی انداز میں اپنی تمام تر خصوصیات استعداد اور صلاحیت کے ساتھ موجود تھیں۔ حدیثِ قدسی کے مطابق جب حقیقتِ اعلیٰ نے جو ایک مخفی خزانہ (کنزِ مخفی) تھا خود اظہاریت کا ارادہ کیا تو اس خاکہ پر تجلی فرمائی جس کو اعیانِ ثابتہ کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایک چیز پر دوبارہ تجلی نہیں فرماتا اور تجلی کو تکرار نہیں۔ قرآنِ کریم نے اس مرحلہ کو لفظ کُن سے تعبیر کیا ہے۔ کُن امر کا صیغہ ہے جس کے معنی ہیں ہو جا یا وجود میں آجا۔ ابنِ عربی

۲۔ ایضاً صفحہ ۱۸۸۔

۱۲ مئی ۱۹۸۴ء کا دن ملت اسلامیہ کے لئے ایک زبردست حادثہ اور عظیم المیہ کا دن ہے اس روز ملت ایک عظیم مدبر، مخیر، ہر دلعزیز، دانشمند شخصیت سے محروم ہوگئی مرحوم مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اسلام اور مسلمانوں کی جو خدمت کی اسکی بنا پر انکی ذات ملت کے لئے ایک بڑا استون تھی مرحوم جناب مفتی عتیق الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی حیات اور کارناموں کو یکجا کرنے کے لئے چند دن ہی نہیں بلکہ ایک عرصہ درکار ہے آج ہر طرف مصائب کی تاریکی نے پردہ تان رکھا ہے چونکہ تاریکی میں روشنی کی ضرورت پڑتی ہے افسوس کہ آج ملت کا وہ چاند غائب ہے جس کی روشنی سے ملت کی تاریکی دور ہوا کرتی تھی : اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ○ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی تمام دینی، ملی وقومی خدمات کو بے حد قبول فرما کر پسران عزیزان کو ان کا نعم البدل عطا فرما دے (آمین) اور ان کی پوری پوری مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں مقام عطا فرما دے آمین اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل بالخصوص ان کے پیارے مولانا کو مرحوم موصوف کے اوصاف حمیدہ کو اپنانے کی توفیق عطا فرمادیں۔

آمین ثم آمین، آمین۔

سید سلیمان ندوی کا تصورِ نبوت

پروفیسر عنوان چشتی
صدر شعبۂ اردو، جامعہ ملیہ اسلامیہ، دہلی

مولانا سید سلیمان ندوی کا شمار اردو کے ہی نہیں بلکہ عالم اسلام کے ممتاز ادیبوں اور دانشوروں میں ہوتا ہے۔ انھوں نے ایک ادیب، مورخ، محقق، سوانح نگار، شاعر، سیرت نگار، مترجم اور عالم دین کی حیثیت سے جو خدمات انجام دی ہیں، وہ انھیں کا حصہ ہے۔ انھوں نے جو علمی اور دینی سرمایہ چھوڑا ہے، وہ کیفیت اور کمیت کے اعتبار سے بہت اہم ہے۔ ایک مختصر مقالے میں ان کے تمام مذہبی افکار کا جائزہ لینا ممکن نہیں ہے، جن کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ یہاں صرف ان کے "نظریۂ نبوت" کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ حضور اکرمؐ کی ذات برکات اعلیٰ ذات والا صفات سے باہر نہیں ہے۔ اس لیے اس ضمن میں مولانا سید سلیمان ندوی کے تصورِ بشریت و حقیقتِ محمدی پر بھی نگاہ ڈالی گئی ہے۔ خود سید صاحب نے نبوت پر بحث کرتے ہوئے "بشریتِ محمدی" کے مسئلہ پر اجمالاً گفتگو کی ہے۔ اور قرآن کریم کی بعض آیات کو بنیاد بنایا ہے جن میں یہ آیت خاص ہے:

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ
اِلٰهٌ وَّاحِدٌ

یہ آیت قرآنِ کریم میں دو جگہ موجود ہے۔ ایک سورۂ کہف (پارہ ۱۶) میں اور دوسرے

سورہ حم السجدہ (پارہ ۲۴) میں۔

(ترجمہ) کہہ دے کہ میں تمہاری طرح بشر ہوں مجھ پر وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔" (ترجمہ سلیمانی)

ان آیات میں مولانا سید سلیمان ندوی نے مثل کا ترجمہ "طرح" کیا ہے جبکہ مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا عبدالماجد دریابادی اور مولانا احمد رضا خاں بریلوی نے مثل کا ترجمہ "جیسا" کیا ہے۔ یعنی

"آپ کہہ دیجئے کہ میں تو بس تمہارا ہی جیسا بشر ہوں، میرے پاس تو بس یہ وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔" (ترجمہ ماجد)

"آپ کہہ دیجئے کہ میں تو تم ہی جیسا بشر ہوں، میرے پاس تو وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔" (ترجمہ اشرف)

"تم فرماؤ آدمی ہونے میں تو میں تم ہی جیسا ہوں، مجھے وحی ہوتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔" (ترجمہ رضویہ)

ان آیات میں حضور اکرمؐ کو قرآن حکیم نے بشر محض نہیں بلکہ مثل بشر قرار دیا ہے۔ مثل کا ترجمہ طرح اور جیسا کیا گیا ہے۔ نبی کو بشر محض ماننا ایک بات ہے اور مثل بشر یا بشر جیسا تسلیم کرنا دوسری بات۔ دونوں کے اپنے الگ الگ مضمرات اور نتائج ہیں۔ سید سلیمان ندوی نے "نبی کی مثلیت اور بشریت" پر اپنے خیالات کو محتاط، متوازن اور اعتدال کے ساتھ پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ بعثت رسولؐ سے قبل بعض امتیں اپنے پیغمبروں کو "بشر محض" خیال کرتی تھیں اور ان کی نسبت سے عام انسانوں کی طرح انہیں گناہوں کا مرتکب گردانتی تھیں، جو رسولوں کے منصب نبوت اور ان کی عصمت کے خلاف تھا۔ بعض امتیں اپنے پیغمبروں کو خدا کا جز و یا شریک یا مجسم خدا تصور کرتی تھیں جس کی وجہ سے وہ توحید و وحدانیت کی منکر اور شرک کی مرتکب ہو جاتی تھیں۔ بعض امتوں میں یہ خیال عام تھا کہ خدا اُن کے اوتاروں یا پیغمبروں میں حلول کر گیا ہے، یا خدا اُن کے اوتاروں سے متحد ہو گیا ہے۔ خود عربوں میں یہ عقیدہ تھا کہ انسان کی رہبری انسان نہیں بلکہ مافوق البشر کر سکتا ہے۔

جس کو شبہ نہیں ہونا چاہئے۔ سید سلیمان ندوی نے دونوں انتہاؤں کے درمیان یہ راستہ نکالا۔

"حقیقت یہ ہے کہ پیغمبروں کے دو رُخ ہوتے ہیں۔ ایک طرف تو وہ بشریت کے لحاظ سے ہم جیسے ہوتے ہیں۔ اور انسانوں ہی کی طرح کھاتے، پیتے، چلتے پھرتے، سوتے، جاگتے، شادی بیاہ کرتے، پیدا ہوتے اور مرتے ہیں۔ دوسری طرف وہ اپنی روحانیت، پاکیزگی، پاکی ذاتی اور اختصاص نبوت میں انسانوں سے بلند ہوتے ہیں" ....

"وہ اپنے بشری اوصاف کے لحاظ سے بلاشبہ انسان ہوتے ہیں لیکن اسی کے ساتھ وہ اپنے مافوق البشری خصوصیات کی بنا پر فوق البشر ہوتے ہیں۔" [1]

اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ نبی کو ایک طرف بشر اور دوسری طرف مافوق البشر تسلیم کرتے ہیں اس لئے ان کے یہاں ثنویت نظر آتی ہے۔ غالباً وہ مثلیت و بشریت کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ غور کرنے کی بات یہ ہے کہ کیا بشر محض اور مثل بشر میں کوئی امتیاز نہیں ہے؟ کیا اور شبہ یہ تو ہم ذاتی اور صفاتی حیثیتوں سے ایک ہی چیز ہے؟ یا ایک دوسرے کا عکس ہے۔ سید سلیمان ندوی نے اپنے نقطۂ نظر کی مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے۔

"ان آیتوں میں جس قسم کی مثلیت اور بشریت کا ذکر ہے۔ اس کا تعلق ظاہری جسمانیت جسمانی قویٰ اور مخلوقیت سے ہے۔ ورنہ اخلاقی، روحانی، دماغی، قلبی، علمی اور عملی حیثیت سے ایک پیغمبر انسان رہ کر بھی غیر نبی انسانوں سے بلند تر اور علانیہ ممتاز ہوتا ہے۔ نبی القائے ربانی سے متصف ہونے کے علاوہ بقیہ تمام اوصاف و کمالات یا عیوب و نقائص میں عام انسانوں کے برابر ہوتا ہے۔" [2]

سید سلیمان ندوی کے بیان سے "مثلیت اور بشریت" کا اعتباری امتیاز تو واضح ہوتا ہے لیکن حقیقی اور اصلی فرق کا پتہ نہیں چلتا۔ انھوں نے نبی کو غیر نبی سے محض اخلاقی، روحانی، دماغی، قلبی، علمی اور عملی حیثیت سے ممتاز تسلیم کیا ہے میرا خیال یہ ہے کہ ایک نبی ہی نہیں بلکہ ایک مصلح، مفکر، حکیم اور دانشور حتیٰ کہ ادیب

---

[1] سیرت النبی جلد چہارم ص ۱۱۲، ۴۷

کے نظریہ تجلیاتِ الٰہیہ کے مطابق باری تعالیٰ کے اعیان پر تجلی فرمانے سے ہر شے خارج میں وجود پذیر ہوتا ہے۔ اس تجلی میں ذاتِ محمدی جلوہ گر تھی جس کو قرآنِ کریم نے نور اور چراغ قرار دیا ہے۔ اور جو نورِ اعظم کا حصہ ہے۔ اس نور کا عین یعنی نور ہے جو مجسم ہو کر شکلِ بشر آیا۔ اس نقطۂ نظر کے مطابق یہ ظہور اور نزول درجہ بدرجہ ہے۔ پہلی منزل مرتبۂ ذات ہے یعنی منزلِ احدیت ہے جو مطلق کی قید سے بھی آزاد ہے۔ دوسری منزل مرتبۂ وحدت ہے جو علمِ اجمالی کی منزل ہے۔ اس کو مرتبۂ علم بھی کہا جا سکتا ہے تیسری منزل مرتبۂ احدیت ہے۔ یہ علمِ تفصیلی یا اسم اللہ کے ظہور کی منزل ہے۔ اس کو اعیانِ ثابتہ کی منزل بھی کہا جا سکتا ہے۔ اس کے بعد عالمِ امثال، عالمِ ارواح اور عالمِ اجسام کی منزلیں بالترتیب آتی ہیں۔ انسان ان سب مراتب کا جامع ہے۔ مختصراً کہا جا سکتا ہے کہ اعیانِ علمیہ میں حضورِ اکرم کا عین وہ نور تھا جو نور اللہ ہے۔ اور جو منزل بہ منزل گزر کر شکلِ بشر بن کر انسانوں کی ہدایت کے لئے اترا۔ یہ حدیث شریف سے جو قرآن کے تصورِ نور کی تصدیق کرتی ہے۔

أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُورِي وَكُلُّ الْخَلَائِقِ مِنْ نُورِي وَأَنَا مِنْ نُورِ اللّٰهِ۔

(ترجمہ) سب سے پہلے اللہ نے میرا نور پیدا فرمایا۔ اور ساری مخلوق میرے نور سے ہے۔ اور میں خدا کا نور ہوں۔

اس حدیث شریف کے بعد نبی کو نورِ مجسم کہنا ہی صحیح ہے۔ اس مختصر جائزہ کے بعد کہا جا سکتا ہے کہ حقیقتِ محمدی کے مسئلہ پر تین طرح کے تصورات ملتے ہیں۔ ایک وہ لوگ ہیں جو نبی اکرمؐ کو بشرِ محض خیال کرتے ہیں۔ دوسرے وہ ہیں جو تثلیث اور بشریت میں پیوند کاری کرنے اور اپنی دانست میں متوازن راستہ اختیار کرتے ہیں۔ اور وہ زبان سے حضورِ اکرمؐ کو چراغ اور نور قرار دیتے ہیں مگر ان کا تصورِ نور محدود ہے اور محض نبی اکرمؐ کی بعض صفاتِ نبوت کی بنیاد پر قائم ہے۔ مولانا سید سلیمان ندوی کا ذہنی رشتہ اسی سے ہے۔ تیسرے وہ لوگ ہیں جو حضور اکرم کو قرآنِ ناطق تصور کرتے ہیں۔ مثلِ بشر مگر نورِ مجسم خیال کرتے ہیں۔ وہ نورِ مجسم کو نور اللہ کا عین تصور کرتے ہیں۔ ان تینوں تصورات کے اپنے لفظیں